ابو الوفا مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بحیثیت مصنف

☆عبدالرؤف ظفر

اکیسوی صدی پاک و ہند کی تاریخ کا ہنگامہ خیزی کا دور تھا۔ انگریز کی حکومت تھی۔ انگریز ایک مکار اور سازشی قوم ہے وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی رہی۔ وہ ایک طرف مسلمانوں کو کچل کر انکے مقابلے میں ہندوؤں کو ترقی کے مواقع مہیا کر رہے تھے انکو ہر قسم کی سہولیات دے کر مسلمانوں کو مکمل طور پر پس ماندہ کرنا چاہتے تھے۔ دوسری طرف اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے عیسائیوں' آریہ اور ہندوؤں کی مدد کرتے تھے وہ ان کے ذریعے اسلام کی تعلیمات پر اعتراضات کرتے تھے اور ان کے بیہودہ اور لایعنی لٹریچر کو چھاپنے کے لیے ہر قسم کی مدد دیتے تھے جو کہ ان کے مقاصد کو پورا کرتا تھا ان کی مدد کے نتیجے میں ہندوازم سناتن دھرم' وشنو دھرم' شیو دھرم برہمو سماج' جین مت' سکھ مت' اور دیگر مختلف صورتوں میں اسلام پر حملہ ہوا۔ ہر طرف سے یہ نعرہ بلند ہوا یا تو مسلمانوں کو شدھ کرلیا جائے یا ملک سے نکال دیا جائے یا ان کو ہلاک کر دیا جائے۔

آریہ سماج نے اسلام اور پیغمبر اسلام پر طرح طرح کے اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کیے جائیں۔ اسی مقصد کے لیے انھوں نے سرزمین قادیان سے ایک جھوٹے نبی کو کھڑا کر دیا جس نے پہلے پہل بظاہر اسلام کی مدافعت کا ڈھونگ رچایا اور بعد ازاں نبوت کا دعوی کر دیا۔ اس قسم کی سازشیں انگریزی حکومت کا طرہ امتیاز تھیں۔ اس لحاظ سے ضرورت تھی کہ مدافعت اسلام کے لیے ایسی ہمہ جہت شخصیات حفاظت اسلام کے لیے میدان عمل میں اتریں۔

چنانچہ اسی کام کے لیے اللہ تعالی نے کئی شخصیات کو پیدا کیا جو کہ یہ مقاصد پورے کرتی رہیں۔ چنانچہ مولانا محمد حسین بٹالویؒ' مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ' مولانا سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ' مولانا ظفر علی خان اور دیگر مردان حر سے اللہ تعالی نے یہ خدمت لی۔ اسی دور میں سر سید احمد خاں نے مسلمانوں کی تعلیمی حالت بہتر بنانے کے لیے کافی کام کیا۔

اسی طرح علمی لحاظ سے دارلعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء نے نہایت اہم خدمات سر انجام دیں۔ جن سے علمی شخصیات ابھریں اور انہوں نے ہندوستان کی آزادی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے

☆پرفیسر شعبہ علوم اسلامیہ' اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

بہترین کام کیا۔ انہیں قد آور شخصیات میں مولانا اشرف علی تھانوی' مولانا ابو الکلام آزاد' مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا' مولانا شبلی نعمانی' سید سلیمان ندوی' قاضی سید سلمان منصور پوری' علامہ محمد اقبال' مولانا عبد الماجد دریابادی اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی وغیرہ کی تھیں۔ انہیں میں سے حضرت مولانا ثناء اللہ امر تسری کی ہمہ پہلو شخصیت تھی جنہوں نے اسلام کی مدافعت کے لئے کام کیا اور مذکورہ بالا دشمنان اسلام کی گمراہ کن کوشش کو ناکام بنانے اور ان کی اصلیت اور حقیقت کو واضح کرنے کے لئے دن رات ہر گمراہ گروہ کے مدمقابل تقریری و تحریری کام کیا۔

ہم نے اس مقالہ میں حضرت مولانا ثناء اللہ امر تسری کی صرف تحریری و چند تصنیفی خدمات پر تبصرہ کیا ہے۔ مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ ایک ایسی عظیم و عبقری شخصیت تھے جنکی مانند شخصیات دنیا میں کم ہی ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اللہ تعالی نے آپ کو علوم و فنون کے اندر گہری بصیرت' صبر و حلم' مومنانہ فراست' زور خطابت اور جولانی قلم کی بے پایاں خوبیوں کے ساتھ شریعت مطہرہ کے حفظ دفاع کے لئے باطل کے پر فریب دلائل اور غلط دعاوی کے ابطال و استیصال کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ کی زندگی کا مختصر خاکہ درج ذیل ہے۔

خاندان :

آپ کا خاندان کشمیری نسل برہمنوں کی ایک مشہور شاخ منٹو سے تعلق رکھتا تھا۔ (۱) آپ کا آبائی وطن ریاست کشمیر کے ضلع اسلام آباد (اننت ناگ) کا علاقہ ڈور تھا۔ ۱۸۱۹ء میں سردار رنجیت سنگھ نے پنجاب کے ساتھ کشمیر بھی اپنی حکومت میں داخل کر دیا۔ اس وجہ سے مولانا کے والد کشمیر چھوڑ کر امر تسر چلے گئے (۲) آپ کے والد نے ۱۸۶۰ء میں کشمیر سے امر تسر ہجرت کی (۳)

آپ جون ۱۸۶۸ء / ۱۲۸۷ھ میں امر تسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام محمد خضر تھا۔

تعلیم :

آپ اپنی خود نوشت سوانح حیات میں لکھتے ہیں :

'چودھویں سال میں مجھے پڑھنے کا شوق ہوا۔ ابتدائی کتب فارسی پڑھ کر مولانا احمد اللہ (م ۱۳۳۶ھ) رئیس امر تسر کے پاس پہنچا۔ دستکاری (رفوگری) کا کام بھی کرتا رہا اور مرحوم سے سبق بھی پڑھا کرتا۔ شرح جامی اور قطبی تک مولوی صاحب مرحوم سے پڑھیں اس کے بعد بغرض تحصیل علم حدیث استاد پنجاب مولانا حافظ عبد المنان وزیر آبادیؒ (م ۱۳۳۴ھ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں کتب درسیہ پڑھ کر سند حاصل کی۔ اس کے بعد شمس العلماء مولانا سید نذیر حسینؒ (م ۱۳۲۰ھ) محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوا' سند مذکورہ دکھا کر آپ سے اجازت تدریس حاصل کی پھر سہارنپور میں چند

روز قیام کر کے ۱۳۰۷ھ ہی میں دیو بند پہنچا وہاں کتب درسیہ معقول و منقول ہر قسم پڑھیں۔ کتب معقول میں قاضی مبارک، میر زاہد، امور عامہ صدرا، شمس بازغہ وغیرہ، منقولات میں ہدایہ توضیح، مسلم الثبوت وغیرہ پڑھیں ان کے علاوہ شرح چغمینی بھی پڑھیں اور دورہ حدیث میں شریک ہوا۔ استاد پنجاب کا درس حدیث اور اساتذہ دیو بند کا درس حدیث ان دونوں میں جو فرق ہے اس سے فائدہ اٹھایا۔ دیو بند کی سند میرے لئے باعث فخر ہے۔ (۴)

آخری درسگاہ کانپور :

دیو بند سے مدرسہ فیض عام کانپور گیا کیونکہ ان دنوں مولانا احمد حسنؒ کے منطقی درس کا شہرہ بہت زیادہ تھا اور مجھے علوم معقول و منقول سے خاص شغف تھا اس لئے میں مدرسہ فیض عام کانپور میں جاکر داخل ہو گیا۔ کچھ شک نہیں مولانا مرحوم کا تبحر علمی واقعی قابل تعریف تھا۔ (۵)

آغاز عمر سے ہی مختلف مذاہب اور مکاتب کے فکر کا عقائد و خیالات کے علم حاصل کرنا اور اسے فطرت کے اصول اور عقل و خرد کی کسوٹی پر پرکھنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ اس لئے اپ نے اپنی تدریسی مصروفیات کے باوجود باطل کی تردید کا بیڑہ اٹھایا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ملک کی بڑی بڑی علمی شخصیتوں سے آگے نکل گئے۔ آپ نے جس فضا میں آنکھ کھولی تھی اس میں اسلام کے تین دشمن اپنی پوری قوت کے ساتھ اسلام پر حملہ آور نظر آرہے تھے۔

۱۔ آریہ : جو ماضی قریب کی پیداوار تھے اور سرزمین ہند سے اسلام کا نام و نشان مٹا دینے کا خیال رکھتے تھے۔

۲۔ عیسائی : جنھوں نے ۱۸۵۷ء میں مکمل سیاسی غلبہ حاصل کر لینے کے بعد اسلامی افکار عقائد اور تمدن و ثقافت کے خلاف انتہائی جارحانہ رویہ اختیار کر رکھا تھا۔ ان کے پادری ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دندناتے پھرتے تھے۔

۳۔ قادیانی : جو سامراج کا خود کاشتہ پودا تھے اور جن کے سربراہ مرزا کے دعوی مسیحیت سے اسلامی حلقوں میں ہلچل مچی ہوئی تھی اور اس کے مریدوں نے اپنے انگریز آقاؤں کی شہ پر پورے ہندوستان میں طوفان بپا کر رکھا تھا۔ (۶)

مولانا نے تحصیل علم سے فارغ ہوتے ہی میدان جہاد میں قدم رکھ دیا اور زندگی بھر نہایت کامیابی کے ساتھ چومکھی لڑائی لڑتے رہے چنانچہ سید سلیمان ندوی رقم طراز ہیں۔

اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا۔ ان کے حملہ کو روکنے کے لیے ان (مولانا امرتسری) کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا اور اس مجاہدانہ خدمت میں

انہوں نے عمر بسر کر دی'۔

ندوی مرحوم نے مزید لکھا :۔

'موجودہ سیاسی تحریکات سے پہلے جب شہروں میں اسلامی انجمنیں قائم تھیں اور مسلمانوں اور قادیانیوں اور آریوں اور عیسائیوں میں مناظرے ہوا کرتے تھے تو مرحوم مسلمانوں کی طرف سے عموماً نمائندہ ہوتے تھے اور اس سلسلہ میں وہ ہمالیہ سے لے کر خلیج تک رواں دواں رہتے تھے'۔(۷)

مولانا ظفر علی خاں مدیر زمیندار مولانا امرتسری کے متعلق رقم طراز ہیں

مولانا ابو الوفا امرتسری کو غیر مسلموں کے مذہبی اعتراضات کے دندان شکن جواب اور قاطع جواب دینے میں جو خاص شہرت حاصل ہے وہ محتاج تشریح نہیں۔ بلا خوف تردید یہ دعوی کیا جا سکتا ہے کہ مولانا ممدوح نے اس وقت تک عیسائیوں آریوں اور دوسرے فرقوں کے مقابلہ میں دین کی جو عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں ان کی سپاس گذاری کے گراں بہا قرض سے ہندوستان کے مسلمان کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے'۔(۸)

مصر کے فاضل علامہ رشید رضا مصری (م ۱۳۵۴ھ) اپنے عالمگیر شہرت رکھنے والے عربی رسالہ المنار میں تحریر کرتے ہیں۔

'مولانا ثناء اللہ امرتسری ہندوستان کے علماء حدیث وکلام و فقہ میں سے ہیں ان کا اپنا اخبار ہے (مراد مجلہ اہل حدیث ہے) اسلام کے دفاع میں ان کی تصانیف بڑی ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ بڑے مناظر بڑے فصیح و بلیغ و قادر الکلام تھے ہندوستان میں اسلام پر طعن و طنز کرنے والوں سے مناظرہ کے لئے بلائے جاتے ہیں (۹)

وفات : ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء میں سرگودھا میں آپ کا انتقال ہوا۔

مولانا امرتسری کی علمی خدمات

تعلیم مکمل کرنے کے بعد مولانا نے کچھ عرصہ مختلف مدارس میں مدرس کی حیثیت سے دین کی خدمت کی بعد ازاں کتاب و سنت کے احیاء کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ شرک و کفر کی تردید اور مذہب اسلام کے تحفظ کے لئے مدلل علمی مقالات کے علاوہ تصانیف کے ذریعہ مذاہب باطلہ کی بیخ کنی کی اس کا ذکر اپنی خود نوشت میں اس طرح کرتے ہیں۔

میری طبیعت طالب علمی ہی کے زمانہ میں مناظرات کی طرف بہت راغب تھی۔ اس لیے درس و

تدریس کے علاوہ عیسائی، آریہ، قادیانیوں سے علم الکلام اور کتب مذہبی کی طرف متوجہ رہا۔ بفضلہ تعالے میں نے ان میں کافی واقفیت حاصل کرلی۔ اس میں شک نہیں کہ ان تینوں مخاطبوں میں سے قادیانی مخاطب کا نمبر اول رہا(۱۰)

مولانا نے کوئی ڈیڑھ سو کے قریب چھوٹی بڑی کتب لکھیں جن میں سے ۱۳۱ کتابوں کا ذکر عبدالرشید عراقی سوہدروی نے کیا ہے۔

آپ کی بعض کتابوں کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

۱۔ تفاسیر قرآن مجید۔

مولانا نے قرآن مجید سے متعلق ۲ رسالے اور ۵ تفاسیر لکھیں جن میں ایک رسالہ پادری سلطان پال کے جواب میں ہے اور دوسرا قرآن کے متعلق ہے۔ تفاسیر میں دو عربی اور تین اردو میں ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ تفسیر ثنائی (۱۱)

اس تفسیر میں مولانا نے طوالت کی بجائے اختصار کو ملحوظ رکھا اور مخالفین اسلام کی جانب سے پیش کیے گئے اعتراضات کا جواب دیا۔

تفسیر کی وجہ تالیف یہ لکھتے ہیں :

'میں نے تفسیر اس لئے لکھی ہے کہ اردو تفاسیر پہلے سے کافی طویل ہیں اور ان سے لوگ مستفید نہیں ہو سکتے اس لئے مختصر تفسیر لکھ دی ہے۔ (۱۲)

۲۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمان (عربی)(۱۳)

مولانا نے اس تفسیر میں قرآن پاک کی تفسیر خود قرآن پاک سے کی ہے اور بعض جگہ احادیث اور دوسری تفاسیر کے بھی حوالے دیئے ہیں۔ یہ غالباً پہلی تفسیر ہے جو اس اصول پر لکھی گئی ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کی جائے۔ اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تفسیر جلالین کی طرح اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے جب یہ تفسیر شائع ہوئی تو مصر کے رسائل 'الاہرام' اور 'المنار' نے اس پر جامع تبصرہ کیا(۱۴)

۳۔ آیات متشابہات

یہ دراصل تفسیر ثنائی اور تفسیر القرآن بکلام الرحمان کا مقدمہ ہے اس میں تفسیر کے آداب اسالیب اور اصول و قواعد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ (۱۔۱۴)

۴۔ بیان القرآن علی علم البیان (عربی)

اس میں مولانا عربی ادب علوم لسانیہ صرف و نحو لغت معانی و بیان وغیرہ پیش نظر رکھ کر لکھا ہے تفسیر کے شروع میں متعدد اصول و قواعد کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کی مثالیں قرآن مجید دے دی ہیں (۱۴۔۲)

۵۔ تفسیر بالرائے (اردو)

بر صغیر میں مسلمانوں کے خلاف نئی نئی تحریکیں ابھرتی رہیں۔ چونکہ ان کے قائدین کے لئے مسلمانوں کو دام فریب میں الجھانا آسان نہ تھا اس لئے ان لوگوں نے قرآن مجید کی تفسیریں لکھیں اور ان میں معانی و مطالب کی تحریف کی۔ اس وجہ سے مولانا نے ان تفاسیر پر ایک جامع تبصرہ لکھا تاکہ ان تفاسیر کی گمراہیوں سے لوگ محفوظ رہیں۔ (۳۔۱۴)

۶۔ برہان التفاسیر بجواب سلطان التفاسیر

یہ تفسیر پادری سلطان محمد پال کی تفسیر سلطان التفاسیر کے جواب میں ہے۔ مولانا اس تفسیر میں یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ پہلے ایک رکوع کی صحیح اور جامع تفسیر فرماتے ہیں۔ اس کے بعد معترضین کا جواب دیتے ہیں (۱۵)

۷۔ تشریح القرآن

یہ رسالہ قرآن مجید کے متعلق ہے (۱۶)

۲۔ تردید عیسائیت

۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے بر صغیر میں مکمل سیاسی غلبہ حاصل کر لینے کے بعد اسلامی افکار و عقاید اور تمدن و ثقافت کے خلاف تحریری و تقریری میدان میں انتہائی جارحانہ رویہ اختیار کیا اور عیسائی پادری، عوام کو گمراہ کرنے لگے۔ مولانا ثناء اللہ تحریری و تقریری میدان میں اترے اور عیسائیوں کو شکست دی اور اس سلسلہ میں درج ذیل کتب سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

۱۔ تقابل ثلاثہ

۲۔ جوابات نصاری

۳۔ اسلام اور مسیحیت

۳۔ تردید آریہ

آریہ سماج ہندوؤں کی ایک مذہبی تنظیم ہے اس کی بانی سوامی دیانند ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے خلاف تحریری و تقریری میدان میں نکتہ چینی کی۔ مولانا نے ان کے عالموں سے مناظرے کئے ان کی تردید اور اعتراضات کے جواب میں کتابیں لکھیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ ترک اسلام

۲۔ سوامی دیانند کا علم و عقل

۳۔ تغلیب اسلام

۴۔ تبرا اسلام

۵۔ بحث تناسخ

۶۔ قرآن اور دیگر کتب۔

۴۔ تردید قادیانیت

قادیانیت کا فتنہ اسلام کے لئے ایک ناسور ہے جس کا مقصد اسلام کی جڑوں پر تیشہ چلانا ہے۔ دیگر علماء کی طرح مولانا ثناء اللہ نے قادیانیت کے خلاف بے شمار تحریری خدمات سرانجام دیں۔ اس سلسلہ میں مولانا نے ۳۶ کتب و رسائل لکھے۔

فتاوی ثنائیہ

یہ مولانا ثناء اللہ کی معرکۃ الآراء تصنیف ہے اس میں مولانا کے ۴۴ سالہ فتاوی ہیں جس کو فقہی ترتیب کے ساتھ اس طرح مرتب کیا گیا ہے کہ عبادات اور معاملات کا کوئی مسئلہ باقی نہ رہے۔ عوام اور علماء ان کو سوال لکھ کر بھیجتے تھے جن کے وہ اپنے اخبارات و رسائل میں جواب دیتے تھے۔ یہ فتاوی دو جلدوں میں ہے۔ اس پر مولانا ابو سعید شرف الدین الدہلوی نے نظر ثانی کی ہے اور اس کو مولانا محمد داؤد رازی نے مرتب کیا ہے۔ (۱۷)

ان کتب کے علاوہ مولانا کی درج ذیل کتب بڑی اہم ہیں۔

۱۔ شمع توحید

۲۔ کلمہ طیبہ

۳۔ اجتہاد و تقلید

۴۔ فتوحات اہل حدیث

۵۔ حیات ثنائی
۶۔ دلیل القرآن، بجواب اہل القرآن
۷۔ مباحثہ تقلید شخصی
۸۔ حیات مسنونہ

مولانا کی تصانیف کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مولانا نے اپنے دور کے مخالفین اسلام کے حملوں کو فوقیت دی اور ان کے رد میں خوب سے خوب تر لکھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے لڑیچر میں مرزائیت، آریت اور عیسائیت کا رد بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد مولانا نے تفسیر نویسی کی اور عربی زبان میں تفسیر لکھ کر اپنی انفرادیت بر قرار رکھی۔ اس طرح مولانا نے اسلام سے صحیح یا غلط نسبت رکھنے والے متعدد فرقوں کی تردید میں کئی ایک تصانیف چھوڑی ہیں۔ وہ اپنی مناظرانہ طبیعت کی بذاء پر تصانیف میں بھی مناظرانہ انداز ہی اپنائے ہوئے ہیں۔ اور اس میدان میں فریق مخالف کو رگیدنا طبعی سی بات ہے جو کہ مولانا کی تصانیف میں نمایاں نظر آتی ہے۔

مولانا زیادہ تر ہنگامی حالات میں لکھتے رہے ہنگامی حالات میں لکھی گئی تحریریں اپنے اندر وہ جامعیت نہیں رکھتی ہیں جو کسی ایک موضوع کا حق ہوتا ہے۔ فریق مخالف کے دلائل کو تو خوب رد کرتے ہیں لیکن اپنا مقدمہ تفصیلی انداز میں پیش نہیں کرتے۔ یوں مولانا کی تصانیف میں فروعی واختلافی مسائل پر زیادہ مواد پایا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ اگر اسی قدر اہمیت گردانتے ہوئے اسلام کو سمجھانے کی غرض سے مثبت لڑیچر چھوڑتے تو کیا ہی خوب بات ہوتی۔

حاصل کلام یہ کہ مولانا امرتسری ایک یگانہ روزگار شخصیت تھے جن کی علمی ودینی تہذیب و تراش میں قدرت نے بے حد مدد دی انہوں نے علم کی ہر لحاظ سے تکمیل کے بعد خود شبانہ روز جدوجہد کی اور مسلسل مطالعہ اور مشق و محنت سے علمیت کے ایسے اعلی مرتبہ پر فائز ہوئے جو بہت کم عالموں کے حصہ میں آتا ہے۔ وہ قلم اور زبان دونوں کے مجاہد تھے۔ انہوں نے دین کی خدمت میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہ کیا اور باطل کی قوتوں کو قدم قدم پر شکست دی۔ کفر اور اسلام کے اس معرکہ میں ان کا دماغ اس قدحاضر اور قلم اتنا رواں تھا کہ جب جہاں اور جیسی ضرورت پڑی کفر کے اعتراضات کے مسکت جواب دیئے اور اسلام کی صداقت کے لئے دعاوی اور نظائر کا انبار لگا دیا۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالمجید سوہدردی، سیرت ثنائی ۰ سوہدرہ گوجرانوالہ) ص ۶۹۔۷۰

۲۔ سیرت ثنائی، ض ۲۷۔۴۷

۳۔ فضل الرحمان، رئیس المناظرین، حضرت مولانا ثناءاللہ امر تسری، (دارلدعوۃالسّلفیہ، لاہور طبع چہارم ۱۹۸۹) ص ۲۸ ۔

۴۔ حیات ثنائی و خود نوشت سوانح حیات، ثنائی پریس۔ (سرگودھا) ص ۲۔ ۳، عبدالرشید عراقی۔ تذکرہ ابو الوفا، (ندوۃ المحدثین، گوجرانوالہ، طبع اول ۱۱۸۴) ص ۱۸۔

۵۔ حیات ثنائی، ص ۴۔

۶۔ عبدالرشید عراقی، تذکرہ ابو الوفاء، ص ۲۱۔

۷۔ سید سلیمان ندوی یادرفتگان (مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۳) ص ۷ ۳۔

۸۔ عبدالمبین ندوی، مولانا ثناءاللہ امر تسری، مختصر حالات اور تفسیری خدمات (دارلدعوۃ السّلفیہ لاہور طبع چہارم ۱۹۸۹)۔

۹۔ مجلہ المنار، ج ۳ ۳، ص ۶۲۹ (طبع ۱۳۵۱ھ) القاہرۃ۔

۱۰۔ حیات ثنائی، ص ۵ ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی، نقوش ابو الوفاء (ادارہ ترجمان السنۃ، لاہور)

۱۱۔ یہ تفسیر ۸ جلدوں میں ہے اس کی پہلی جلد ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء میں اور آخری ۱۳۴۹ / ۱۹۳۱ء میں مکمل ہوئی۔ یہ اردو زبان میں لکھی گئی اور یہ تین مرتبہ شائع ہوئی ہے۔ پاکستان میں اب تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

۱۲۔ تفسیر ثنائی، ج ۱، ص ۹۔

۱۳۔ ادارہ احیاء السنہ اردو بازار لاہور۔

۱۴۔ مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی، ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات (مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ۱۳۹۱ھ) ص ۲۴۔

(۱۔۱۴) مولانا امر تسری آیات متشابہات (ثنائی پریس سرگودھا) ص ۱

(۲۔۱۴) سیرت ثنائی ص ۲۴۸

(۳۔۱۴) تذکرہ ابو الوفا ص ۶۳

۱۵۔ تذکرہ ابو الوفا' ص ص ۶۴۔

۱۶۔ تذکرہ ابو الوفا' ص ص ۶۴

۱۷۔ یہ فتاوی ۱۹۷۲ میں ادارہ ترجمان السنۃ لاہور سے شائع ہوا۔ اس کا ابتدائیہ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے لکھا۔ اس فتاوی پر مولانا فضل الرحمان نے نہایت مناسب تبصرہ قلم بند فرمایا تھا۔ (فضل الرحمان' حضرت مولانا ثناء اللہ امر تسری' ص ۲۱۱۔ ۲۱۷